❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت انسانیت
وقت 5-7 منٹ

قیامِ امن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی عالمگیر مساعی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سنو سنو! یہ محبت کی بات ہے لوگو!
پیو پیو! کہ یہ آبِ حیات ہے لوگو!
اُٹھو اُٹھو! کہ صدائے ورا ہوئی ہے بلند
چلو چلو! کہ یہ راہِ نجات ہے لوگو!

معزز سامعین! مجھے آج آپ سامعین کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیامِ امن کے لئے عالمگیر مساعی اور کوششوں پر روشنی ڈالنی ہے۔

آج دنیا ایک ایسے ہیجان انگیز دور سے گزر رہی ہے جہاں تصادم، بے چینی اور فساد ایک سیلاب کی طرح بڑھتا جا رہا ہے۔ بعض ممالک میں عوام آپس میں ہی لڑائی اور جنگ کر رہے ہیں اور بعض ممالک میں عوام حکومت سے برسرپیکار ہیں یا اِس کے برعکس حکّام اپنی عوام کے خلاف صف آرا ہیں۔ دہشت گرد عناصر اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لیے انتشار اور افراتفری کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں اور معصوم خواتین بچوں اور بوڑھوں کو اندھا دھند قتل کر رہے ہیں۔ بعض ممالک میں سیاسی پارٹیاں اپنے مفادات کے حصول کے لیے باہم مل کر اپنے ملک کی بہبود کے لیے کام کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے لڑ رہی ہیں۔ کچھ حکومتیں اور ممالک بعض دوسرے ممالک کے قدرتی ذخائر کو متواتر للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ دنیا کی بڑی طاقتیں اپنی برتری اور تسلّط کو قائم رکھنے کے لیے اپنی تمام کوششیں صرف کر رہی ہیں اور اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے کوئی بھی حربہ اور ہتھکنڈا استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔

عالمی اقتصادی بحران کی وجہ سے آئے دن نئے نئے اور پہلے سے بڑے خطرات پیش آ رہے ہیں۔ ان ایام کو دوسری عالمی جنگ سے پہلے کے زمانے سے مشابہ قرار دیا جا رہا ہے اور واضح نظر آ رہا ہے کہ حالات و واقعات دنیا کو غیر معمولی تیزی کے ساتھ ایک خوفناک تیسری عالمی جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اس بات کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ حالات تیزی سے قابو سے باہر ہو رہے ہیں اور لوگ کسی ایسے شخص کے منتظر ہیں جو منظر عام پر آئے اور ایسی ٹھوس اور سنجیدہ رہنمائی کرے جو قابل اعتماد ہو جس کی باتیں دل و دماغ دونوں پر یکساں اثر کریں اور وہ انہیں کسی ایسے راستے کے موجود ہونے کی امید دلائے جو امن کا راستہ ہو۔ موجودہ دَور میں ایک ایٹمی جنگ کے نتائج اتنے ہولناک اور تباہ کن ہوں گے کہ ان کا صحیح معنوں میں تصوّر بھی کیا جانا ممکن نہیں۔

ایسے حالات میں ایک امن کا سفیر جو انسانیت کے لیے بے انتہا ہمدردی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اِس دکھیاری انسانیت کو بچانے کے لیے تنہا سامنے آتا ہے جس کا پُرنور چہرہ کسی کو بھی ایک نظر میں اپنا دیوانہ بنادے۔ جس کی آواز دھیمی لیکن دل و دماغ پر جادو سا اثر کر جانے والی، جس کی نظر بجلی کی سی چمک اپنے اندر سموئے ہوئے اور جس کی ایک مسکراہٹ پانے کے عوض میں ہر کوئی اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ جس کا ساتھ ظلمتوں کی اتھاہ تاریکیوں سے نکال کر کامل نور کی طرف لے آتا ہے۔

میری مراد مسیح آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہے، جنہوں نے دنیا میں قیامِ امن کے لیے اپنے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی اور مسیح آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی راہنمائی میں ایسے منظم اور ٹھوس قدم اٹھائے ہیں جس کی نظیر دَورِ حاضر میں نہیں ملتی۔

سامعین! آپ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد دنیا میں امن کے بارے میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ایک مہم شروع کی۔ آپ کی راہنمائی میں جماعت کے MTA کے چینلز نے ایسی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہیں جن سے اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیم کا پرچار ہو رہا ہے۔ احمدی مسلمان مسلم اور غیر مسلم دنیا میں پیغامِ امن کے لاکھوں بلکہ کروڑوں اشتہار تقسیم کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور امن کی مجالس منعقد کر رہے ہیں۔ قران کریم کی نمائشیں لگائی جارہی ہیں تا کہ قران کریم کا مقدس پیغام دنیا تک پہنچ سکے۔ اِس مبارک کوشش کو دنیا بھر کی میڈیا میں پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام امن، حُبُّ الوطنی اور خدمتِ انسانیت کا علمبردار ہے۔

آپ نے قیامِ امن کی اس کوشش میں دنیا کے ہر طبقۂ فکر یعنی ایک عام آدمی سے لے کر دنیا کے بڑے بڑے پالیسی میکرز، سینیٹرز، پالیٹیشنز، فیتھ اینڈ سوک intellectuals اور حکمرانوں کو ٹارگیٹ کیا۔ خاکسار اپنی تقریر میں آپ کی طرف سے کی جانے والی کاوشوں میں سے بعض پر اجمالی طور پر علی الترتیب روشنی ڈالے گا۔

پارلیمنٹس میں خطاب

آپ نے دنیا کے کئی ایوانوں مثلاً

The British Parliament House of common

Military headquarters Koblenz Germany

Capital Hill Washington D. C, USA

European parliament Brussels, Belgium

New Zealand parliament

Canadian parliament

وغیرہ کئی جگہ جا کر دنیا میں قیامِ امن کے لیے خطابات دیے۔ خاکسار ان میں سے چند ایک کا ذکر بطور نمونہ کرے گا۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانوی پارلیمنٹ the house of common میں 2008ء میں بعنوان عالمی بحران پر اسلامی نقطہ نظر پر خطاب کیا۔

آپ فرماتے ہیں۔

”حقیقی عدل کا تقاضہ یہ ہے کہ لوگوں کے جذبات اور مذہبی سرگرمیوں کا بھی احترام کیا جائے۔ یہ وہ طریق ہے جس کو اختیار کر کے لوگوں کے ذہنی اطمینان کو قائم کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب کسی فرد کا ذہنی اطمینان اٹھتا ہے تو پھر معاشرہ کا امن بھی متاثر ہوتا ہے… لیکن اگر مذہب کے نام پر جاری سرگرمیاں دوسروں کے لیے ضرر رساں ہو جائیں اور ملکی قانون کے خلاف ہوں تب اس ملک کے قانون نافذ کرنے والے ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں، کیونکہ اگر کسی کے مذہب میں ظالمانہ فعل کیا جارہا ہے تو وہ ہرگز کسی ایسی تعلیم کا حصہ نہیں ہو سکتا جو خدا تعالیٰ کے کسی بھی نبی نے دی ہو۔ علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر قیامِ امن کے لیے یہ ایک بنیادی اصول ہے۔

کوئی معاشرہ، گروہ یا حکومت اگر آج آپ کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں حارج ہیں اور کل کو حالات آپ کے حق میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ کبھی بھی اپنے دل میں ان کے لیے کوئی کینہ یا نفرت نہ رکھیں۔ آپ کو کبھی بھی انتقام کا خیال نہیں آنا چاہیے بلکہ آپ کا فرض عدل اور انصاف کا قیام ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔“(سورۃ المائدۃ:9)“

پھر آپ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے بعض سنہری اصول عطا فرمائے ہیں۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہوس سے دشمنی بڑھتی ہے۔ کبھی یہ ہوس توسیع پسندانہ عزائم سے ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی اس کا اظہار قدرتی وسائل پر قبضہ کرتے ہوئے ہوتا ہے اور کبھی یہ ہوس اپنی برتری دوسروں پر ٹھونسنے کی شکل میں نظر آتی ہے۔ یہی لالچ اور ہوس ہے جو بالآخر ظلم کی طرف لے جاتی ہے۔ خواہ یہ بے رحم جابر حکمرانوں کے ہاتھوں سے ہو جو اپنے مفادات کے حصول کے لیے لوگوں کے حقوق غصب کر کے اپنی برتری ثابت کرنا چاہتے ہوں یا جارحیت کرنے والی افواج کے ہاتھوں ہو۔ بہر حال ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سنہری اصول سکھایا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔ صحابہ نے پوچھا کہ مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ہاتھ روک کر کیونکہ بصورت دیگر اس کا ظلم میں بڑھتے چلے جانا اسے خدا کے عذاب کا مورد بنا دے گا پس اس پر رحم کرتے ہوئے اسے بچانے کی کوشش کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ)

یہ وہ پیارا اصول ہے جو معاشرے کی چھوٹی سے چھوٹی اکائی سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اطلاق پاتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم فرماتا ہے:

"اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ، پس اگر ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" (سورۃ الحجرات:10)

آپ فرماتے ہیں:

"اگرچہ یہ تعلیم مسلمانوں کے متعلق ہے لیکن اس اصول کو اختیار کر کے عالمی امن کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ پس جب دو قوموں کا اختلاف جنگ کی صورت اختیار کر جائے تو دیگر اقوام کو چاہیے کہ وہ انہیں مذاکرات اور سیاسی روابط کی طرف لانے کی پُر زور تحریک کریں تا کہ وہ بات چیت کی بنیاد پر صلح کی طرف آ سکے لیکن اگر ایک فریق صلح کی شرائط تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور جنگ کی آگ بھڑکائے تو دیگر ممالک اس کو روکنے کے لیے اکٹھے ہو کر اس سے جنگ کریں۔ جب جارحیت کرنے والی قوم شکست کھا کر باہمی مذاکرات پر آمادہ ہو جائے تب تمام فریق ایک ایسے معاہدے کے لیے کوشش کریں جس کے نتیجہ میں صلح ہو اور دیرپا امن قائم ہو۔ ایسی سخت اور غیر منصفانہ شرائط عائد نہیں کرنی چاہیے جو کسی قوم کے ہاتھ پاؤں باندھ دینے کے مترادف ہوں کیونکہ ان شرائط سے ایک ایسی بے چینی پیدا ہو گی جو بڑھتی پھیلتی جائے گی اور بالآخر مزید فساد پر منتج ہو گی۔ پس ایسے حالات میں جو حکومت فریقین کے مابین صلح کروانے کے لیے ثالث کا کردار ادا کرے تو اسے پورے خلوص اور مکمل غیر جانبداری سے کام کرنا چاہیے۔ اگر کوئی فریق اس کے خلاف بولے تب بھی یہ غیر جانبداری قائم رہنی چاہیے۔ پس ان حالات میں ثالث کو کسی غصہ کا اظہار یا کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی کسی رنگ میں ناانصافی کرنی چاہیے۔ ہر فریق کو اس کے جائز حقوق ملنے چاہییں۔"

سامعین! 27جون 2012ء کو کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی میں ایک تاریخی واقعہ رونما ہوا، جہاں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اہم اراکین کانگرس وسینٹ، سفیروں، وائٹ ہاؤس اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف، غیر سرکاری تنظیموں کے رہنماؤں، مذہبی قائدین، اساتذہ کرام، مشیروں، سفارتی نمائندوں، تھنک ٹینکس اور پینٹاگن کے نمائندگان اور میڈیا کے افراد سے بعنوان انصاف کی راہ۔ قوموں کے مابین انصاف پر مبنی تعلقات پر خطاب فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ امن اور انصاف کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ یہ وہ اصول ہے جسے دنیا کے تمام باشعور اور دانا لوگ سمجھتے ہیں۔ درحقیقت مفسدوں کے سوا کبھی بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی معاشرہ، ملک یا دنیا میں عدل و انصاف قائم ہونے کے باوجود فساد ہو سکتا ہے۔ تاہم ہمیں دنیا کے بہت سے حصوں میں امن کا فقدان اور فساد نظر آتا ہے۔"

پھر آپ فرماتے ہیں:

"جنگ عظیم اول کے اختتام کے بعد بعض ممالک کے رہنماؤں کی یہ خواہش تھی کہ مستقبل میں اچھے اور پُر امن بین الاقوامی تعلقات قائم ہوں۔ چنانچہ عالمی امن کے قیام کی ایک کوشش کے طور پر لیگ آف نیشن قائم کی گئی۔ اس کا بنیادی مقصد دنیا میں امن قائم کرنا اور آئندہ جنگوں سے روکنا تھا، بدقسمتی سے اس لیگ کے اصول اور

اس کی قراردادوں میں بعض نقائص اور خامیاں تھیں۔ چنانچہ وہ تمام اقوام کے حقوق کا صحیح رنگ میں مساویانہ تحفظ نہ کرسکے۔ اس عدم مساوات کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیرپا امن قائم نہ ہوسکا۔ لیگ کی کوششیں ناکام ہوگئیں اور اس کے براہ راست نتیجے کے طور پر جنگ عظیم دوم برپا ہوئی۔

اس کے بعد جو بے مثل تباہی اور بربادی ہوئی ہم سب اس سے آگاہ ہیں جس میں قریباً سات کروڑ 50 لاکھ لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے جس میں سے ایک بڑی تعداد معصوم شہریوں کی تھی یہ جنگ دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونی چاہیے تھی۔ اس کے نتیجہ میں ایسی پالیسیاں بنی چاہیے تھیں جن کے ذریعہ انصاف کی بنیاد پر تمام فریقین کو ان کے جائز حقوق ملتے اور اس طرح یہ تنظیم عالمی امن کے قیام کا ایک ذریعہ ثابت ہوتی... آج ہم طاقتور اور کمزور اقوام کے مابین فرق اور تقسیم دیکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمیں نظر آتا ہے کہ بعض ممالک کے مابین ایک امتیاز روا رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ سیکورٹی کونسل میں بعض مستقل ممبر ہیں اور بعض غیر مستقل ممبر ہیں۔ یہ تقسیم ایک اندرونی بے چینی اور بے اطمینانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے ایسی رپورٹیں ملتی رہتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ممالک اس عدم مساوات پر احتجاج کرتے رہتے ہیں۔"

حضور فرماتے ہیں کہ

"اسلام ہر معاملہ میں کامل عدل اور مساوات کا درس دیتا ہے، چنانچہ سورۃ مائدہ آیت نمبر 3 میں ہمیں ایک بہت ہی اہم اور رہنما اصول ملتا ہے کہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان لوگوں سے بھی عدل وانصاف کا سلوک کیا جائے جو اپنی دشمنی اور نفرت میں تمام حدود پار کر چکے ہیں۔

ایک سوال طبعاً پیدا ہوتا ہے کہ اسلام جس عدل کا تقاضا کرتا ہے اس کا معیار کیا ہے اس بارے سورت نساء آیت نمبر 136 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خواہ تمہیں اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے والدین یا اپنے عزیز ترین رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے تب بھی تمہیں انصاف اور سچائی کو قائم رکھنے کے لیے ایسا کرنا چاہیے۔"

(خطاب حضور انور بعنوان "عالمی بحران اور امن کی راہ")

سامعین! ہالینڈ پارلیمنٹ میں خطاب میں حضور فرماتے ہیں۔

"قرآن کریم کی سورۃ نحل کی آیت 127 میں اسلامی حکومت کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کبھی ان پر حملہ ہو جائے تو وہ صرف اپنے دفاع کے طور پر بقدر حملہ جواب دیں۔ پس قرآن کریم کی تعلیم بڑی واضح ہے کہ سزا اصل جرم کے مطابق ہو نہ کہ اس سے بڑھ کر۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر 62 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارا دشمن بُری نیت سے تم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، مگر بعد میں پھر گریز کرتے ہوئے صلح کا ہاتھ بڑھا دیتا ہے، تو فوراً اس کی پیشکش کو قبول کرتے ہوئے پُر امن مفاہمت کی طرف بڑھو اس بات سے قطع نظر کہ ان کی نیت کیسی ہی ہو۔

قران کریم کی یہ تعلیم بین الاقوامی امن وسلامتی کے قیام کے لیے سنہری اصول ہے۔ آج کی دنیا میں بہت سی مثالیں موجود ہیں جہاں بعض ممالک نے محض ظن پر مبنی کسی ملک کے مفروضہ مظالم کے خلاف شدت پسندانہ لائحہ عمل اختیار کر لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا اس اصول پر عمل کر رہے ہوں، it is better to destroy them, before they destroy us "دشمن پر حملہ کر دو، مبادا وہ پہل کر دے" اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ قیام امن کے کسی بھی موقع کو ضائع نہ کیا جائے خواہ اس کی امید کتنی بھی موہوم کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس سے انصاف نہ کرو اسلام سکھاتا ہے کہ حالات کیسے ہی ناسازگار ہوں، عدل اور انصاف کا دامن نہیں چھوٹنا چاہیے۔ پس حالت جنگ میں بھی عدل اور انصاف کا قیام نہایت اہم ہے اور جنگ کے بعد فاتح کے لیے ضروری ہے کہ وہ انصاف سے کام لے اور کبھی بھی بے جا ظلم کا مرتکب نہ ہو۔ لیکن آج دنیا میں ایسی رواداری کے اعلیٰ اخلاقی معیار دکھائی نہیں دیتے، بلکہ جنگ کے اختتام پر فاتح ممالک ایسی پابندیاں اور قدغنیں عائد کر دیتے ہیں جو مغلوب ملک کی ترقی کے امکانات کو محدود کر کے ان اقوام کی آزادی اور خود مختاری کو مسدود کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ایسی طرز عمل بین الاقوامی تعلقات میں بگاڑ کا موجب ہے اور ان کا نتیجہ عدم اطمینان اور منفی اثرات کے سوا اور کچھ نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دیرپا امن تب تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک معاشرے کی ہر سطح پر عدل کا قیام نہ ہو جائے۔"

پیس سمپوزیم کا انعقاد

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیامِ امن کی کاوشوں میں سے peace symposium کا انعقاد ہے۔ جس کا آغاز آپ نے سال 2004ء میں کیا۔ اس طرح کے سمپوزیم نہ صرف برطانیہ کے علاوہ دنیا کے مختلف حصّوں میں منعقد کیے جاتے ہیں جہاں جماعت احمدیہ عالمگیر کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اِن کانفرنسز میں امن اور باہم آہنگی کے خیالات اور جذبات کے فروغ کے لیے تمام طبقہ ہائے فکر کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ جیسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

24مارچ 2012ء کو نویں سالانہ امن کانفرنس بمقام مسجد بیت الفتوح مارڈن برطانیہ میں ایٹمی جنگ کے تباہ کن نتائج اور کامل انصاف کی اشد ضرورت پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مجھے یاد ہے کہ چند سال قبل اسی ہال میں ہماری امن کانفرنس کے دوران مَیں نے ایک تقریر میں دنیا میں قیام امن کے طریق اور ذرائع پر تفصیل سے روشنی ڈالی تھی اور مَیں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اقوام متحدہ کو کس طرح کام کرنا چاہیے۔ بعد میں ہمارے بہت ہی محترم دوست لارڈ ایرک ایوبری نے کہا کہ یہ خطاب تو اقوام متحدہ میں سنا جانا چاہیے تھا۔ یہ اُن کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ انہوں نے بلند حوصلگی اور محبت سے اس بات کا اظہار کیا۔ بہر حال مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محض تقاریر اور خطابات کر لینا اور سن لینا کافی نہیں اور صرف اس بات سے امن قائم نہیں ہو سکتا۔ دراصل اس اہم مقصد کے حصول کی بنیادی شرط تمام معاملات میں مکمل عدل اور انصاف ہے۔ قرآن کریم کی سورہ نمبر 4 اور آیت 136 میں ہمیں اس بارہ میں ایک سنہری اصول اور سبق بتایا گیا ہے۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں خواہ آپ کو اپنے خلاف، اپنے والدین کے خلاف، اپنے دوستوں اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی کیوں نہ دینی پڑے۔ یہ حقیقی انصاف ہے جس میں اجتماعی مفاد کی خاطر ذاتی مفادات کو قربان کر دیا جاتا ہے۔“

سامعین! اگر ہم اس اصول کا مجموعی طور پر جائزہ لیں تو ہمیں احساس ہو گا کہ غیر منصفانہ تجاویز منوانے کے طریق جو دولت اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر اختیار کیے جاتے ہیں ترک کر دیے جانے چاہئیں۔ اس کی بجائے ہر ملک کے نمائندگان اور سفیروں کو خلوص نیت کے ساتھ اور انصاف اور برابری کے اصولوں کی حمایت کی خواہش کے ساتھ آگے آنا چاہیے۔ ہمیں ہر قسم کے تعصّبات اور امتیاز کو یکسر مٹانا ہو گا کیونکہ قیامِ امن کا یہی واحد راستہ ہے۔ اگر ہم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی یا سلامتی کونسل کا جائزہ لیں تو اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کی جانے والی تقاریر اور جاری کئے جانے والے بیانات کی بہت تعریفیں کی جاتی ہیں اور سراہا جاتا ہے لیکن یہ پذیرائی بے معنی ہے کیونکہ اصل فیصلے تو پہلے ہی ہو چکے ہوتے ہیں۔ پس جہاں فیصلے بڑی طاقتوں کے دباؤ اور اثر کے تحت اور انصاف اور حقیقی حق خود ارادیت کے تقاضوں کے خلاف کئے جائیں تو ایسی تقاریر کھوکھلی اور بے معنی ہو جاتی ہیں اور صرف دنیا کو دھوکہ دینے کے کام ہی آتی ہیں۔

پس اگر بڑی طاقتوں نے انصاف سے کام نہ لیا اور چھوٹے ممالک کے احساس محرومی کو ختم نہ کیا اور عمدہ حکمت عملی نہ اپنائی تو حالات بالآخر ہاتھ سے نکل جائیں گے اور پھر جو تباہی اور بربادی ہو گی وہ ہماری سوچ اور تصور سے بڑھ کر ہو گی بلکہ دنیا کی اکثریت جو امن کی خواہاں ہے وہ بھی اس تباہی کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ پس میری دلی خواہش اور تمنا یہ ہے کہ بڑی طاقتوں کے رہنما اس خوفناک حقیقت کو سمجھ جائیں اور جارحانہ حکمت عملی اپنانے اور اپنے عزائم اور مقاصد کے حصول کے لیے طاقت کے استعمال کی بجائے ایسی حکمت عملی اختیار کرنے کی کوشش کریں جن سے انصاف کو فروغ دیا جائے اور اسے یقینی بنایا جائے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہویں امن کانفرنس منعقدہ مورخہ 14 مارچ 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن انگلستان بعنوان ”امن عالم کے لیے سنہری اصول“ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ بالکل واضح ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی کوئی اپنے قابل نفرت مظالم اور ناانصافیوں کی تصدیق اسلام کے نام سے کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی ضرور مذمت کی جانی چاہیے اور یہ امر بھی بالکل واضح ہے کہ ایسے مظالم اور ناانصافیوں کا اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیم سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔“

حضور فرماتے ہیں کہ

”جیسا کہ مَیں نے اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ مَیں یہ نہیں مانتا کہ موجودہ حالات میں policy makers اور حکومتوں کی طرف سے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ضروری اور مؤثر اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

میرے خیال میں یہ کہیں زیادہ نتیجہ خیز اور مؤثر ہو گا کہ بڑی طاقتیں لوکل حکومتوں کی مدد کریں اور ان کو اپنے اعتماد میں لیتے ہوئے اور ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کے یقین کو مضبوط کریں اور باہمی تعاون کے ساتھ ایک قابل عمل لائحہ عمل کو بروئے کار لاتے ہوئے شدت پسندی اور نفرت بھرے نظریات کو پھیلنے سے روکنے کی کوشش کی جانی چاہیے اور طریق کار کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہو گا بجائے یہ کہ حکومت کے مقامی باغیوں کو فوجی ٹریننگ اور اسلحہ مہیا کیا جائے۔ اس قسم کی پالیسی صرف ان ممالک میں مزید فساد اور بدامنی پھیلانے کا موجب بن سکتی ہے، حالانکہ ہم اس قسم کے منفی اقدامات کے خطرناک نتائج اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں۔

قبل ازیں کچھ عرصہ پہلے بعض بڑی طاقتوں نے سیریا حکومت کے باغیوں کو military training دی تھی جن کے بارے میں پھر یہ خبریں آئیں کہ ان باغیوں نے فوجی تربیت اور جدید ہتھیار حاصل کرنے کے بعد دہشت گرد تنظیموں میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس کے باوجود آج بھی ہزاروں سیریا کے حکومت کے باغیوں کو ترکی، قطر اور سعودی عرب میں فوجی تربیت مہیا کروائی جارہی ہے۔

مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ کہیں زیادہ توسیع پذیر ہو گا کہ بڑی طاقتیں باہمی اعتماد پیدا کر کے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے لوکل حکومتوں کو مدد مہیا کروائیں اور یہ مدد اس شرط پر دی جانی چاہیے کہ وہ اپنے ملک کی عوام کے ساتھ انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں گے اور کسی بھی لحاظ سے ان کے حقوق تلف نہیں کیے جائیں گے۔

خلاصۂ یہ کہ انتہا پسندی کو ختم کرنے کے لیے جو اقدامات ابھی تک اٹھائے گئے ہیں وہ مؤثر ثابت نہیں ہوئے اگر ہم لیبیا کے معاملہ پر نظر ڈالیں تو پاتے ہیں کہ ابھی چند سال قبل ہی بعض طاقتوں نے جنرل قذافی کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے لوکل باغیوں کی مدد کی تھی، لیکن حاصل کیا ہوا؟ کیا اس سے کچھ فائدہ ہوا یا لیبیا کی عوام کی زندگیوں میں کوئی بہتری پیدا ہوئی؟ یقیناً نہیں، بلکہ اس کی بجائے سارا ملک تباہ و برباد ہو گیا اور دہشت گردوں کے لیے Breeding ground بن گیا۔"

احمدیہ مسلم پیس پرائز

سامعین! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قیامِ امن کی کوششوں کو مزید فروغ دینے کے لیے سال 2009ء سے peace symposium برطانیہ کے موقع پر ایسی تنظیمات یا افراد کو جو دنیا میں قیامِ امن کی کوششیں کرتے ہیں انتخاب کر کے Ahmadiyya Muslim Peace Prize دینا شروع کیا جس میں اعزازی انعام کے ساتھ 10000 pounds پر مشتمل نقد انعام بھی ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضور انور کی طرف سے سب سے پہلا Ahmadiyya Muslim Peace Prize جناب لورڈ ایرک ایوبورے (Lord Eric Avebury) کو ان کی طرف سے حقوق انسانی کے قیام کے لیے مسلسل کی جانے والی کاوشوں کو تسلیم کرتے ہوئے سال 2009ء میں دیا گیا۔

جبکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان صوبہ مہاراشٹر کی مکرمہ سندھو تائی سپکل صاحبہ mother of orphans کو یہ اعزاز پیس سمپوزیم برطانیہ 2015ء کے موقع پر آپ کی طرف سے یتیم اور بے سہارا بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے کی جانے والی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے دیا۔

دنیا کے سربراہان کے نام خطوط

اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں قیام امن کے لیے ایک اور قابل ستائش اور مؤثر کوشش کے تحت دنیا کے مذہبی اور سیاسی حکمرانوں کو خطوط لکھے، جن میں آپ نے ان سب کو یہ باور کروانے کی کوشش کی کہ آج دنیا بالخصوص انسانیت کو کس قسم کے مہلک خطرات کا سامنا ہے۔ نیز آپ نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سب کو یہ بھی بتایا کہ انسانیت اور اس دنیا کو بچانے کے لیے ہم سب پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور یہ ذمہ داریاں کس طریق پر ادا کی جانی چاہییں۔ جیسے اسرائیل کے وزیر اعظم کو خط میں آپ نے لکھا:

"میری آپ سے درخواست ہے کہ دنیا کو جنگ کے دہانے پر پہنچانے کی بجائے اپنے انتہائی ممکنہ کوشش کریں کہ انسانیت عالمی تباہی سے محفوظ رہے۔ باہمی تنازعات کو طاقت کے استعمال سے حل کرنے کی بجائے گفت و شنید اور مذاکرات کا راستہ اپنائیں تا کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو تابناک مستقبل مہیا کر سکیں نہ یہ کہ ہم انہیں معذوریوں کا تحفہ دینے والے ہوں۔"

پھر اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر کو آپ نے توجہ دلائی کہ

"آج ہر طرف اضطراب اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے، یعنی دنیا کے کچھ خطوں میں چھوٹے پیمانے پر جنگ شروع ہو چکی ہیں جبکہ بعض اور علاقوں میں عالمی طاقتیں قیام امن کے بہانے مداخلت کر رہی ہیں، آج دنیا کا ہر ملک یا تو کسی دوسرے ملک کی دشمنی پر کمر بستہ ہے یا کسی دوسرے ملک کا حمایتی بنا ہوا ہے لیکن انصاف کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں۔ عالمی حالات کو دیکھتے ہوئے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک اور عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔"

آپ نے امریکہ کے سابق صدر اوباما کو خط لکھا کہ

"ہم سب جانتے ہیں کہ جنگ عظیم دوم کی بنیادی محرکات میں لیگ آف نیشنز کی ناکامی اور 1932ء میں رونما ہونے والا معاشی بحران سر فہرست تھا۔ آج دنیا کے چوٹی کے ماہرین معاشیات برملا کہہ رہے ہیں کہ موجودہ دور میں معاشی مسائل اور 1932ء والے بحران میں بہت سی قدریں مشترک دکھائی دے رہی ہیں۔ سیاسی اور اقتصادی

مسائل نے کئی چھوٹے چھوٹے ممالک کو ایک بار پھر جنگ پر مجبور کر دیا ہے اور بعض ممالک داخلی بد امنی اور عدم استحکام کا شکار ہیں۔ ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا۔

اگر چھوٹے چھوٹے ممالک کے جھگڑے سیاسی طریق کار اور سفارت کاری کے ذریعہ حل نہ کیے گئے تو لازم ہے کہ دنیا میں نئے جتھے اور بلاک جنم لیں گے اور یقیناً یہ امر تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہو گا۔ ایسی صورتحال میں دنیا کی ترقی پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے زیادہ ضروری بلکہ ناگزیر یہ ہے کہ ہم دنیا کو اس عظیم تباہی سے بچانے کی کوشش کریں۔ بنی نوع انسان کو خدائے واحد کو پہچاننے کی سخت اور فوری ضرورت ہے جو سب کا خالق ہے اور انسانیت کی بقا کی یہی ایک ضمانت ہے ورنہ دنیا تو رفتہ رفتہ تباہی کی طرف گامزن ہے ہی۔''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برطانیہ کے وزیر اعظم کو لکھا کہ

''میری درخواست ہے کہ ہم ہر جہت اور ہر ایک پہلو سے اپنی تمام تر سعی بروئے کار لا کر دنیا سے نفرت کو مٹا دیں۔ اگر ہم اس کوشش میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ کامیابی ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے روشن مستقبل کی ضمانت ہو گی اور ناکامی کی صورت میں ہماری آئندہ نسلیں ہمارے اعمال کی پاداش میں ایٹمی جنگ کی وجہ سے ہر جگہ تباہ کن نتائج کا سامنا کریں گے اور ہم اپنی آنے والی نسلوں کو ایٹمی جنگ کے نتیجہ میں پھیلنے والی مسلسل تباہی و بربادی کا تحفہ دے رہے ہوں گے اور یہ نسلیں اپنے ان بڑوں کو جنہوں نے دنیا کو عالمی تباہی میں دھکیل دیا، کبھی معاف نہیں کریں گی۔

مَیں ایک مرتبہ پھر آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ برطانیہ ایک ایسی عالمی طاقت ہے جو ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر ممالک پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔ پس اگر آپ چاہیں تو عدل و انصاف کے تقاضے پورے کر کے دنیا کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا برطانیہ اور دیگر عالمی طاقتوں کو دنیا میں قیام امن کے لیے کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر سربراہان کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔''

لیف لیٹس کی تقسیم

سامعین! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قیام امن کی کوششوں میں دنیا کے ہر طبقہ کو ٹارگٹ کیا اور ہر خاص و عام کو اس امن کے مشن کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی، آپ نے کسی بھی ملک کے عام طبقہ کو مخاطب کرنے کے لیے اسلام کی امن پسند اور حقیقی تعلیمات کی روشنی میں امن کے عنوانات پر مشتمل لیف لیٹس تقسیم کرنے کی جماعت احمدیہ عالمگیر کو ہدایت فرمائی۔ آپ کی اس ہدایت کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے لاکھوں پروانے دنیا کے ہر خطہ میں کروڑوں کی تعداد میں امن کے مضامین پر مشتمل لیف لیٹس طبع کروا کر تقسیم کر رہے ہیں اور امن کے اس مشن کے ساتھ عوام الناس کو جوڑ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سیاسی رہنماؤں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ دنیا میں امن و آمان کے قیام کی خاطر کوشش کرنے والے ہوں۔ آمین!

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم عبد العلیم آفتاب آف قادیان کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے)

(کمپوزڈ: عمیر احمد باجوہ)